فتاویٰ امن پوری (قسط ۲۵۹)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: کیا جادو کی حقیقت ثابت ہے؟

جواب: جادو کی حقیقت قرآن وحدیث اور اجماع سے ثابت ہے۔ قرآن کریم کی سورت فلق (۴)، سورت بقرہ (۱۰۲)، سورت یونس (۸۰) اور سورت اعراف (۱۱۶) میں اس کا ثبوت موجود ہے۔

❀ سیدہ عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں:

إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُحِرَ، حَتّٰى كَانَ يُخَيَّلُ إِلَيْهِ أَنَّهُ صَنَعَ شَيْئًا وَّلَمْ يَصْنَعْهُ.

''نبی کریم ﷺ پر جادو ہوا، یہاں تک کہ آپ کو خیال گزرتا کہ آپ نے کوئی کام کیا، مگر وہ کیا نہیں ہوتا تھا۔''

(صحيح البخاري : 3175)

❀ حافظ ابن حجر ؒ علامہ مازری ؒ سے نقل کرتے ہیں:

أَنْكَرَ بَعْضُ الْمُبْتَدِعَةُ هٰذَا الْحَدِيثَ وَزَعَمُوا أَنَّهُ يَحُطُّ مَنْصِبَ النُّبُوَّةِ وَيُشَكِّكُ فِيهَا، قَالُوا : وَكُلُّ مَا أَدّٰى إِلٰى ذٰلِكَ فَهُوَ بَاطِلٌ وَزَعَمُوا أَنَّ تَجْوِيزَ هٰذَا يَعْدِمُ الثِّقَةَ بِمَا شَرَعُوهُ مِنَ الشَّرَائِعِ إِذْ

يُحْتَمَلُ عَلٰى هٰذَا أَنْ يُخَيَّلَ إِلَيْهِ أَنَّهٗ يَرٰى جِبْرِيلَ وَلَيْسَ هُوَ ثَمَّ وَأَنَّهٗ يُوحِي إِلَيْهِ بِشَيْءٍ وَلَمْ يُوحَ إِلَيْهِ بِشَيْءٍ، قَالَ الْمَازِرِيُّ: وَهٰذَا كُلُّهٗ مَرْدُودٌ لِأَنَّ الدَّلِيلَ قَدْ قَامَ عَلٰى صِدْقِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيمَا يُبَلِّغُهٗ عَنِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَعَلٰى عِصْمَتِهٖ فِي التَّبْلِيغِ، وَالْمُعْجِزَاتُ شَاهِدَاتٌ بِتَصْدِيقِهٖ فَتَجْوِيزُ مَا قَامَ الدَّلِيلُ عَلٰى خِلَافِهٖ بَاطِلٌ وَأَمَّا مَا يَتَعَلَّقُ بِبَعْضِ أُمُورِ الدُّنْيَا الَّتِي لَمْ يُبْعَثْ لِأَجْلِهَا وَلَا كَانَتِ الرِّسَالَةُ مِنْ أَجْلِهَا فَهُوَ فِي ذٰلِكَ عُرْضَةٌ لِمَا يَعْتَرِضُ الْبَشَرَ كَالْأَمْرَاضِ فَغَيْرُ بَعِيدٍ أَنْ يُخَيَّلَ إِلَيْهِ فِي أَمْرٍ مِّنْ أُمُورِ الدُّنْيَا مَا لَا حَقِيقَةَ لَهٗ مَعَ عِصْمَتِهٖ عَنْ مِثْلِ ذٰلِكَ فِي أُمُورِ الدِّينِ قَالَ: وَقَدْ قَالَ بَعْضُ النَّاسِ إِنَّ الْمُرَادَ بِالْحَدِيثِ أَنَّهٗ كَانَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُخَيَّلُ إِلَيْهِ أَنَّهٗ وَطِىءَ زَوْجَاتِهٖ وَلَمْ يَكُنْ وَطِأَهُنَّ وَهٰذَا كَثِيرًا مَّا يَقَعُ تَخَيُّلُهٗ لِلْإِنْسَانِ فِي الْمَنَامِ فَلَا يَبْعُدُ أَنْ يُخَيَّلَ إِلَيْهِ فِي الْيَقِظَةِ.

''بعض بدعتی لوگوں نے اس حدیث کا انکار کر دیا ہے، ان کا کہنا ہے کہ یہ حدیث مقامِ نبوت کو گراتی اور اس میں شکوک وشبہات پیدا کرتی ہے، ان کے بقول ہر وہ چیز جو اس طرف لے جائے، وہ باطل ہے اور انہوں نے یہ دعوی کیا ہے کہ انبیا پر جادو کو ممکن سمجھنا، ان کی بیان کردہ شریعتوں پر سے اعتماد کو ختم کر دیتا ہے، کیونکہ احتمال ہے کہ وہ جبریل کو دیکھنے کا گمان کریں، حالانکہ وہاں جبریل

نہ ہو، نیز اس کی طرف وحی کی جائے اور وہ یہ سمجھے کہ اس کی طرف کوئی وحی نہیں آئی۔ یہ سب شبہات مردود ہیں، کیونکہ اللہ کی طرف سے نبی کریم ﷺ کے اپنی تبلیغ میں سچے اور غلطی سے معصوم ہونے کی دلیل آ چکی ہے، پھر آپ ﷺ کے معجزات اس پر شاہد ہیں، لہٰذا جو بات دلیل سے ثابت ہو چکی ہو، اس کے خلاف امکانات پیش کرنا باطل ہے، رہے وہ معاملات جو دنیا سے تعلق رکھتے ہیں، تو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو ان کے لیے مبعوث ہی نہیں فرمایا، نہ ہی رسالت کا ان سے تعلق ہے، لہٰذا نبی کریم ﷺ بھی ان معاملات سے عام انسانوں کی طرح دوچار ہوتے ہیں، جیسا کہ بیماریاں ہیں، لہٰذا دنیاوی معاملات میں کسی بے حقیقت چیز کا آپ کو خیال آ جانا کوئی بعید بات نہیں ہے، جبکہ آپ ﷺ دینی معاملات میں اس سے بالکل محفوظ ہیں، بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ حدیث کی مراد یہ ہے کہ آپ کو یہ خیال آتا تھا کہ میں نے اپنی بیویوں سے مباشرت کی ہے، حالانکہ ایسا ہوا نہ ہوتا تھا، یہ بات تو اکثر انسانوں کو خواب میں بھی لاحق ہوتی رہتی ہے، اس صورتِ حال کا آپ ﷺ کو بیداری میں پیش آ جانا کوئی بعید بات نہیں۔''

(فتح الباري: 10/226-227)

❁ امام ابوالحسن اشعری رحمہ اللہ (۳۲۴ھ) اہل سنت کا عقیدہ بیان کرتے ہیں:

يُصَدِّقُونَ بِأَنَّ فِي الدُّنْيَا سَحَرَةً وَأَنَّ السَّاحِرَ كَافِرٌ كَمَا قَالَ اللّٰهُ وَأَنَّ السِّحْرَ كَائِنٌ مَوْجُودٌ فِي الدُّنْيَا .

''اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ دنیا میں جادوگر موجود ہیں اور جادوگر کافر ہوتا ہے،

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ نیز (اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ) دنیا میں جادو موجود ہے۔“

(مَقالات الإسلاميّين، ص 296)

✿ قاضی عیاض رحمہ اللہ (۵۴۴ھ) فرماتے ہیں:

أَهْلُ السُّنَّةِ وَجُمْهُورُ الْعُلَمَاءِ مِنَ الْأُمَّةِ عَلٰى إِثْبَاتِ السِّحْرِ، وَأَنَّ لَهٗ حَقِيقَةً كَحَقَائِقِ غَيْرِهٖ مِنَ الْأَشْيَاءِ الثَّابِتَةِ، خِلَافًا لِّمَنْ أَنْكَرَهُ وَنَفٰى حَقِيقَتَهٗ وَأَضَافَ مَا يُتَّفَقُ مِنْهُ إِلٰى خَيَالَاتٍ بَاطِلَةٍ لَّا حَقَائِقَ لَهَا، وَقَدْ ذَكَرَ اللّٰهُ سُبْحَانَهٗ فِي كِتَابِهِ الْعَزِيزِ، وَذَكَرَ أَنَّهٗ مِمَّا يُتَعَلَّمُ، وَذَكَرَ مَا يُشِيرُ إِلٰى أَنَّهٗ مِمَّا يُكَفَّرُ بِهٖ، وَأَنَّهٗ يُفَرَّقُ بِهٖ بَيْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهٖ، وَهٰذَا كُلُّهٗ لَا يُمْكِنُ أَنْ يَّكُونَ فِيمَا لَا حَقِيقَةَ لَهٗ، وَكَيْفَ يُتَعَلَّمُ مَا لَا حَقِيقَةَ لَهٗ وَهٰذَا الْحَدِيثُ فِيهِ أَيْضًا إِثْبَاتُهٗ، وَأَنَّهٗ أَشْيَاءُ دُفِنَتْ وَأُخْرِجَتْ، وَهٰذَا كُلُّهٗ يُبْطِلُ مَا قَالُوهُ ...... وَقَدْ قَالَ بَعْضُ النَّاسِ، إِنَّمَا الْمُرَادُ بِالْحَدِيثِ، أَنَّهٗ كَانَ يُخَيَّلُ إِلَيْهِ أَنَّهٗ وَطِئَ زَوْجَاتِهٖ وَلَيْسِ بِوَاطِئٍ، وَقَدْ يَتَخَيَّلُ فِي الْمَنَامِ لِلْإِنْسَانِ مِثْلُ هٰذَا الْمَعْنٰى، وَلَا حَقِيقَةَ لَهٗ، فَلَا يَبْعُدُ أَنْ يَّكُونَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَخَيَّلُهٗ فِي الْيَقْظَةِ وَإِنْ لَّمْ يَكُنْ حَقِيقَةً، وَقَالَ بَعْضُ أَصْحَابِنَا : يُمْكِنُ أَنْ يَكُونَ تَخَيَّلَ إِلَيْهِ الشَّيْءُ أَنَّهٗ فَعَلَهٗ وَمَا فَعَلَهٗ،

وَلٰكِنْ لَّا يَعْتَقِدُ مَا تَخَيَّلَهٗ أَنَّهٗ صَحِيحٌ، فَتَكُونُ اعْتِقَادَاتُهٗ كُلُّهَا عَلَى السَّدَادِ، فَلَا يَبْقٰى لِاعْتِرَاضِ الْمُلْحَدَةِ طَرِيقٌ .

''اہل سنت اور امت کے جمہور اہل علم کا کہنا ہے کہ جادو برحق ہے، دیگر ثابت شدہ باتوں کی طرح اس کی بھی حقیقت ہے۔ اس کے برعکس بعض لوگوں نے جادو کا انکار کیا، اس کی حقیقت کی نفی کی۔ اس اتفاقی عقیدے میں باطل اور بے حقیقت خیالات داخل کیے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے جادو کا ذکر قرآن میں کیا ہے، فرمایا ہے کہ اسے سیکھا جا سکتا ہے، اس کے سیکھنے والے کی تکفیر کی طرف اشارہ کیا اور اس سے میاں بیوی کے مابین جدائی کروائی جاتی ہے۔ یہ سب کچھ ایک بے حقیقت چیز سے نہیں ہو سکتا۔ کوئی شخص ایسا علم کیوں کر سیکھے گا، جس کی کوئی حقیقت ہی نہ ہو۔ اس حدیث میں بھی جادہ کا اثبات ہے، جادو کچھ اشیا کو دفن کر کے کیا گیا، جنہیں بعد میں نکالا گیا۔ یہ ساری باتیں جادو کے منکرین پر رد ہیں......۔ بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ حدیث کی مراد یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کو یہ خیال گزرتا تھا کہ میں نے اپنی بیویوں سے مباشرت کی ہے، حالانکہ ایسا ہوا نہ ہوتا تھا، یہ بات تو اکثر انسانوں کو خواب میں بھی لاحق ہوتی رہتی ہے، اس بے حقیقت کیفیت کا آپ ﷺ کو بیداری میں پیش آجانا کوئی بعید نہیں۔ ہمارے بعض اصحاب نے کہا ہے کہ ممکن ہے کہ آپ ﷺ کو کسی کام کا خیال آتا تھا کہ آپ نے وہ کیا ہے، جبکہ کیا نہ ہوتا، لیکن آپ ﷺ اپنے اس خیال کے صحیح ہونے کا اعتقاد نہیں رکھتے تھے، لہٰذا (جادو کے دوران بھی) آپ ﷺ کے تمام اعتقادات درست رہے، یوں ملحدین کے لیے اعتراض کا

کوئی راستہ نہ بچا۔‘‘

(إكمال المُعلِم بفوائد مسلم : 7/86-87، شرح صحيح البخاري لابن بطّال : 359/5، التّوضيح لابن الملقن : 18/630، 23/610)

سوال: اُصول حدیث کی اصطلاح ’’المزید فی متصل الاسانید‘‘ سے کیا مراد ہے؟

جواب: صحیح متصل سند کے کسی طریق میں وہم وخطا کی بنا پر کسی راوی کا واسطہ زائد ہو جائے، تو اسے ’’المزید فی متصل الاسانید‘‘ کہتے ہیں۔

مثال کے طور پر؛

❀ سیدنا ابومرثد غنوی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا تَجْلِسُوا عَلَى الْقُبُورِ، وَلَا تُصَلُّوا إِلَيْهَا .

’’قبروں پر مت بیٹھو اور نہ (بغیر اُوٹ) ان کی طرف رخ کر کے نماز پڑھو۔‘‘

(صحيح مسلم : 972)

یہ حدیث بسر بن عبید اللہ عن واثلہ بن اسقع کی سند سے مروی ہے۔ یہ سند متصل صحیح ہے، بسر کا سیدنا واثلہ سے سماع ثابت ہے۔ اکثر راویان حدیث بسر عن واثلہ ہی بیان کرتے ہیں، جبکہ عبد اللہ بن مبارک کو اس سند میں وہم ہوا، تو انہوں نے بسر اور واثلہ کے درمیان ابوادریس خولانی کا واسطہ ذکر کیا، جیسا کہ امام ابوحاتم رازی رحمہ اللہ نے فرمایا ہے۔

(عِلَل الحديث : 2/57)

جس روایت میں ابوادریس کا واسطہ ذکر نہیں، وہ متصل ہے، جس سند میں عبد اللہ بن مبارک نے وہم کی وجہ سے ابوادریس خولانی کا واسطہ ذکر کر دیا، اسے ’’المزید فی متصل الاسانید‘‘ کہیں گے۔

سوال: قالین پر سجدہ کرنا کیسا ہے؟

(جواب): قالین پر سجدہ جائز ہے، ممانعت پر کوئی دلیل نہیں، مٹی پر سجدہ کرنا ضروری نہیں، نبی کریم ﷺ چٹائی پر سجدہ کر لیتے تھے، قالین بھی چٹائی کی طرح ہے۔

(سوال): بغیر ترتیب کے نماز پڑھی، یعنی پہلے سجدہ کرلیا، پھر رکوع، کیا حکم ہے؟

(جواب): نماز میں ترتیب فرض اور ضروری ہے۔

❁ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

صَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُونِي أُصَلِّي .

''میری طرح نماز پڑھیں۔''

(صحيح البخاري :631)

کتب احادیث میں نبی کریم ﷺ کی مرتب نماز ثابت ہے، لہٰذا جس نے بے ترتیب نماز پڑھی، وہ دوبارہ نماز پڑھے۔ جان بوجھ کر ایسا کرنا نماز کا استہزاء ہے، جو کہ کفر ہے، البتہ بھول کر ایسا کرلیا، تو گناہ گار نہیں، مگر نماز دوبارہ پڑھی جائے گی۔

(سوال): کیا نماز کی پہلی دو رکعتوں میں سورت فاتحہ کے بعد والی قرأت واجب ہے؟

(جواب): سورت فاتحہ واجب ہے، اس کے بغیر نماز نہیں، البتہ سورت فاتحہ کی بعد والی قرأت رہ گئی، تو نماز مکمل ہے، اعادہ کی ضرورت نہیں۔

(سوال): سورت فاتحہ اور قرأت کے درمیان کچھ دیر وقفہ کیا، کیا سجدہ سہو ہے؟

(جواب): نماز میں کچھ دیر خاموش رہنے سے سجدہ سہو لازم نہیں آتا۔

(سوال): کیا نبی کریم ﷺ کو نماز میں بھول ہوئی؟

(جواب): نبی کریم ﷺ تبلیغ دین میں غلطی اور بھول سے پاک ہیں، البتہ جن شرائع کی تبلیغ فرما دی، ان میں بھول ہو سکتی ہے، نبی کریم ﷺ کو بھی نماز کی قرأت، رکعتوں کی

تعداد میں سہو ہوا، یہ بشری تقاضا ہے، جس کا اظہار خود رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے۔

❁ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے نماز پڑھائی، ابراہیم (راویٔ حدیث) کہتے ہیں کہ معلوم نہیں کہ آپ ﷺ نے (بھول کر نماز میں) کمی کی یا زیادتی کی، جب آپ ﷺ نے سلام پھیرا، تو عرض کیا گیا: اللہ کے رسول! کیا نماز کے بارے میں کوئی نیا حکم آ گیا ہے؟ فرمایا: وہ کیا؟ عرض کیا: آپ نے ایسے ایسے نماز ادا فرمائی ہے، تو آپ ﷺ نے اپنے پاؤں کو دوہرا کیا، قبلہ کی طرف رخِ انور پھیرا:

سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ، ثُمَّ سَلَّمَ .

''دو سجدے کیے، پھر سلام پھیرا۔''

جب ہماری طرف متوجہ ہوئے، تو فرمایا: اگر نماز میں کوئی نیا حکم آتا، تو میں آپ کو آگاہ کرتا، لیکن میں بشر ہوں، جیسے آپ بھول جاتے ہیں، ایسے میں بھی بھول جاتا ہوں، جب میں بھول جاؤں، تو مجھے یاد کروا دیا کریں، جب کسی کو نماز میں شک پڑ جائے، تو درستی کے لیے سوچ بچار کرے اور اس کے مطابق نماز پوری کر لے۔

ثُمَّ يُسَلِّمُ، ثُمَّ يَسْجُدُ سَجْدَتَيْنِ .

''سلام پھیرے، دو سجدے کر لے۔''

(صحيح البخاري :601)

❁ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین سے فرمایا:

إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ، أَنْسٰى كَمَا تَنْسَوْنَ، فَإِذَا نَسِيتُ فَذَكِّرُونِي .

''میں آپ جیسا بشر ہوں، آپ ہی کی طرح بھول جاتا ہوں، تو جب میں بھول جاؤں، مجھے یاد کروا دیا کریں۔''

(صحيح البخاري :401، صحيح مسلم : 572)

سوال: کیا تکبیر تحریمہ کے لیے عورت کندھوں تک ہاتھ اٹھائے گی؟

جواب: نماز کا جو طریقہ مردوں کے لیے ثابت ہے، وہی عورتوں کے لیے بھی ہے، بغیر دلیل عورتوں کے لیے الگ طریقہ بیان کرنا جائز نہیں۔ مردوں کے لیے کندھوں یا کانوں کے برابر تک رفع الیدین جائز ہے، تو عورتوں کے لیے بھی جائز ہے، کیونکہ عورتوں کے لیے کانوں تک ہاتھ اٹھانے کی ممانعت یا کراہت ثابت نہیں، لہٰذا مردوں کی طرح عورتیں بھی کانوں تک ہاتھ اٹھا سکتی ہیں۔

❁ فرمانِ نبوی ہے:

صَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُونِي أُصَلِّي .

''میری طرح نماز پڑھیں۔'' (صحيح البخاري :631)

آپ ﷺ کا یہ فرمان عام ہے۔ ہر مرد وعورت کو شامل ہے۔ کسی صحیح مرفوع یا موقوف روایت سے بھی مرد وعورت کے طریقہ نماز میں فرق ثابت نہیں ہے۔ شریعت نے نماز کے بعض مسائل میں عورتوں کے لیے مخصوص احکام بیان کیے ہیں، مثلاً؛ لباس، امام کو لقمہ دینے کے لیے ہاتھ پر ہاتھ مارنا، امامت کی صورت میں صف کے درمیان میں کھڑے ہونا، صف کے پیچھے اکیلے کھڑے ہونا، وغیرہ وغیرہ، لیکن یہ صورتیں شرعی دلائل کی روشنی میں مستثنیٰ کی گئی ہیں، نیز یہ بات بھی ذہن نشین رکھنی چاہیے کہ ان کا طریقہ نماز سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

مرد وعورت کے رفع الیدین میں کوئی فرق نہیں۔

❁ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (۸۵۲ھ) فرماتے ہیں:

لَمْ يَرِدْ مَا يَدُلُّ عَلَى التَّفْرِقَةِ فِي الرَّفْعِ بَيْنَ الرَّجُلِ وَالْمَرْأَةِ .

''ایسی کوئی روایت نہیں، جو مرد و زن کے رفع الیدین میں فرق پر دلالت کرے۔''

(فتح الباري : 222/2)

تنبیہ:

❁ فتاویٰ عالمگیری میں لکھا ہے:

اَلْمَرْأَةُ تَرْفَعُ الْيَدَ كَمَا يَرْفَعُ الرَّجُلُ فِي رِوَايَةِ الْحَسَنِ عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ .

''حسن بن زیاد (متہم بالکذب) نے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے روایت کی ہے کہ عورت مردوں کی طرح ہی ہاتھ اٹھائے گی۔''

(فتاویٰ قاضي خان :61/1)

(سوال): کتنی بار دودھ پینے سے رضاعت ثابت ہوتی ہے؟

(جواب): مدتِ رضاعت، یعنی دو سال کے اندر اندر کم از کم پانچ دفعہ سیر ہو کر دودھ پینے سے رضاعت و حرمت ثابت ہوتی ہے۔

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا تُحَرِّمُ الْمَصَّةُ وَلَا الْمَصَّتَانِ .

''ایک یا دو دفعہ دودھ پینے سے رضاعت ثابت نہیں ہوتی۔''

(صحیح مسلم : 1450)

❁ دوسری روایت ہے:

لَا تُحَرِّمُ الْإِمْلَاجَةُ وَالْإِمْلَاجَتَانِ .

''ایک یا دو دفعہ پستان منہ میں دینے سے حرمت ثابت نہیں ہوتی۔''

(صحیح مسلم :1451)

❁ ایک روایت میں ہے:

لَا تُحَرِّمُ الرَّضْعَةُ وَالرَّضْعَتَانِ.

''ایک یا دو دفعہ دودھ پلانا رضاعت ثابت نہیں کرتا۔''

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

''نبی کریم ﷺ میرے پاس تشریف لائے، اس وقت میرے پاس ایک آدمی بیٹھا ہوا تھا، آپ ﷺ نے پوچھا: یہ کون ہے؟ عرض کیا: یہ میرا رضاعی بھائی ہے، فرمایا: پہچان لیں کہ آپ کے بھائی کون ہیں، رضاعت تب ثابت ہوتی ہے، جب دودھ ہی بچے کی غذا ہوتی ہے۔''

(صحيح البخاري: 2647، صحيح مسلم: 1455)

❁ سیدہ امِ فضل رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

''بنو عامر بن صَعصَعہ کے ایک آدمی نے عرض کیا: اللہ کے رسول! کیا ایک دفعہ دودھ پینے سے حرمت ثابت ہو جاتی ہے؟ فرمایا: نہیں۔''

(صحيح مسلم: 1451)

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

كَانَ فِيمَا أُنْزِلَ مِنَ الْقُرْآنِ عَشْرُ رَضْعَاتٍ مَّعْلُومَاتٍ يُّحَرِّمْنَ، ثُمَّ نُسِخْنَ بِخَمْسٍ مَّعْلُومَاتٍ، فَتُوُفِّيَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَهِيَ فِيمَا يُقْرَأُ مِنَ الْقُرْآنِ.

''پہلے قرآنِ مجید میں یہ حکم نازل ہوا تھا کہ دس دفعہ دودھ پلانے سے رضاعت ثابت ہوتی ہے، پھر یہ حکم منسوخ ہو گیا اور پانچ دفعہ دودھ پلانے سے

رضاعت ثابت ہونے کا حکم نازل ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ کی وفات (کے بہت قریب) تک قرآنِ کریم میں اسی طرح پڑھا جاتا تھا۔''

(صحيح مسلم : 1452)

اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ اگر بچہ پانچ سے کم دفعہ کسی عورت کا دودھ پی لے، تو رضاعت ثابت نہیں ہو گی۔ اگر چہ پانچ دفعہ والی آیت کی قرأت اب قرآنِ کریم میں نہیں ہوتی، لیکن حکم باقی ہے۔

❀ اس کی تائید اس حدیث سے بھی ہوتی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے سیدنا ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ کے غلام سالم کے متعلق ان کی بیوی، سہلہ بنت سہیل رضی اللہ عنہا سے فرمایا:

أَرْضِعِيهِ خَمْسَ رَضْعَاتٍ، فَكَانَ بِمَنْزِلَةِ وَلَدِهِ مِنَ الرَّضَاعَةِ .

''اسے پانچ دفعہ دودھ پلا دیں، وہ رضاعت کی بنا پر ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ کی اولاد کی طرح ہو جائے گا۔''

(المؤطّأ للإمام مالك : 605/2، وأصله في صحيح البخاري : 5088، مسند الإمام أحمد : 201/6، 271، والسياق لهٗ)

ان احادیث سے ثابت ہوا کہ پانچ ادنیٰ حد ہے، اس سے کم میں حرمت ثابت نہیں ہوتی۔ قرآنِ کریم: ﴿وَأُمَّهَاتُكُمُ اللَّاتِيْ أَرْضَعْنَكُمْ﴾(النّساء : ٢٣) ''تمہاری وہ مائیں (بھی تم پر حرام ہیں) جنہوں نے تمہیں دودھ پلایا ہے۔'' اور حدیث: يَحْرُمُ مِنَ الرَّضَاعَةِ مَا يَحْرُمُ مِنَ النَّسَبِ ''رضاعت سے بھی وہ رشتے حرام ہو جاتے ہیں، جو نسب سے حرام ہوتے ہیں۔'' میں یہ بات مطلق بیان ہوئی ہے۔ اس مطلق کی تقیید مذکورہ بالا روایات نے کر دی ہے کہ مراد کم از کم پانچ دفعہ دودھ پینا ہے۔ اس کی مثال ایسی ہی ہے،

جیسے قرآنِ کریم میں ہے:

﴿يٰٓ أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ارْكَعُوْا وَاسْجُدُوْا﴾(الحجّ : ٧٧)

''ایمان والو! رکوع اور سجدہ کرو۔''

اس آیت میں مطلق سجدہ کرنے، یعنی پیشانی کو زمین پر لگانے کا ذکر ہے، لیکن حدیث نے بیان کر دیا ہے کہ رکوع ایک ہی ہے اور سجدے دو ہیں۔ بالکل اسی طرح رضاعت کے مسئلہ کو سمجھ لینا چاہیے۔

بعض ایک بار دودھ پلانے سے رضاعت ثابت کرتے ہیں، ان کے دلائل کا مختصر جائزہ پیش خدمت ہے:

① سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

يَحْرُمُ مِنَ الرَّضَاعِ مَا يَحْرُمُ مِنَ النَّسَبِ، قَلِيلُهُ وَكَثِيرُهُ.

''رضاعت تھوڑی ہو یا زیادہ اس سے وہ رشتے حرام ہو جاتے ہیں، جو نسب سے حرام ہوتے ہیں۔''

(جامع مسانيد الإمام أبي حنيفة للخوارزمي : 97/2)

جھوٹی روایت ہے:

ا۔ صاحبِ کتاب محمد بن محمود بن محمد بن حسن، ابوالمؤید (593ھ) کی توثیق معلوم نہیں۔

۲۔ ابومحمد، عبداللہ بن محمد بن یعقوب، حارثی ''متروک'' اور ''کذاب'' ہے۔

۳۔ ابراہیم بن جراح کی سوائے امام ابن حبان رحمہ اللہ (الثقات: 69/8) کے کسی نے توثیق نہیں کی، لہٰذا یہ مجہول الحال ہے۔

۴۔ احمد بن عبد اللہ، کندی کو حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے صاحبِ مناکیر کہا ہے۔

(دیوان الضُّعفاء : 62)

❁ امام ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَهُ مَنَاكِيرُ بَوَاطِيلُ.

''اس نے منکر اور باطل روایات بیان کی ہیں۔''

(لسان المیزان لابن حَجَر :1/199)

❁ امام دارقطنی رحمہ اللہ نے ''ضعیف'' قرار دیا ہے۔

(لسان المیزان :1/199)

اس کا ثقہ ہونا ثابت نہیں۔

۵۔ حکم بن عتیبہ ''مدلس'' ہیں، سماع کی تصریح نہیں کی۔

۶۔ قاضی ابو یوسف جمہور محدثین کے نزدیک ''ضعیف'' ہیں۔

۷۔ ان کے استاذ باتفاقِ محدثین ''ضعیف'' ہیں۔

② سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے سامنے کسی نے حدیث : «لَا تُحَرِّمُ الرَّضْعَةُ وَلَا الرَّضْعَتَانِ» ''ایک دو دفعہ دودھ پینے سے حرمت ثابت نہیں ہوتی۔'' پیش کی، تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

قَدْ كَانَ ذَاكَ، فَأَمَّا الْيَوْمَ، فَالرَّضْعَةُ الْوَاحِدَةُ تُحَرِّمُ.

''پہلے ایسا ہی تھا، لیکن آج کے دور میں ایک دفعہ دودھ پینے سے ہی رضاعت ثابت ہو جاتی ہے۔''

(أحكام القرآن للجَصّاص : 2/125)

سخت ''ضعیف'' ہے:

۱۔ ابو خالد احمر ''مدلس'' ہے، سماع کی تصریح نہیں کی۔

۲۔ حجاج بن ارطاۃ جمہور ائمہ محدثین کے نزدیک ''ضعیف'' اور ''سیء الحفظ'' ہے، نیز ''مدلس'' بھی ہے۔

۳۔ حبیب بن ابی ثابت ''مدلس'' ہے، سماع کی تصریح نہیں کی۔

③ سیدنا علی بن ابو طالب اور سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کہتے تھے:

يَحْرُمُ مِنَ الرَّضَاعَةِ، قَلِيلِهِ وَكَثِيرِهِ.

''رضاعت تھوڑی ہو یا زیادہ، حرمت ثابت ہو جاتی ہے۔''

(سنن النّسائي : 3313)

سند ''ضعیف'' ہے۔ سعید بن ابی عروبہ ''مدلس'' ہیں، سماع کی تصریح نہیں کی۔
مسلم اصول ہے کہ صحیح بخاری و مسلم کے علاوہ ثقہ مدلس کا عنعنہ مقبول نہیں ہوتا۔

تنبیہ:

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما (مصنف عبد الرزاق : 466/7، ح : 13911، وسندہٗ صحیح)، طاوس بن کیسان (مصنف عبد الرزاق : 467/7، ح : 13918، وسندہٗ صحیح) اور عطاء بن ابو رباح رحمہ اللہ (مصنف عبد الرزاق : 466/7، وسندہٗ صحیح) کے نزدیک ایک بار دودھ پلانے سے رضاعت ثابت ہو جاتی ہے، لیکن صحیح احادیث کے مقابلہ میں یہ اقوال مرجوح ہیں۔

سوال: عذاب قبر کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟

جواب: عذاب قبر حق ہے، اس پر ایمان واجب ہے۔ قرآن کریم، احادیث متواترہ

اوراجماع امت اس پر دلیل ہیں۔

❁ امام قوام السنہ اصبہانی رحمہ اللہ (۵۳۵ھ) فرماتے ہیں:

أَهْلُ السُّنَّةِ مُجْمِعُونَ عَلَى الْإِيمَانِ بِهٖ وَالتَّصْدِيقِ، وَلَا يُنْكِرُهٗ إِلَّا مُبْتَدِعٌ.

''اہل سنت اس (عذاب قبر) پر ایمان لانے اور تصدیق کرنے پر متفق ہیں۔ اس کا منکر بدعتی ہی ہوسکتا ہے۔''

(شرح صحيح البخاري : 94/3)

❁ نیز فرماتے ہیں:

فِي الْأَحَادِيثِ تَثْبِيتُ عَذَابِ الْقَبْرِ وَدَلَالَةٌ عَلٰى أَنَّ الْمُؤْمِنَ مُثَابٌ فِي الْآخِرَةِ وَالْكَافِرَ مُعَذَّبٌ، وَدَلَالَةٌ [عَلٰى] أَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يُعَذِّبُ الْمُجْرِمَ بِمَا شَاءَ مِنْ أَنْوَاعِ عَذَابِهٖ فِي الْقَبْرِ وَخَارِجَ الْقَبْرِ، وَإِنْ شَاءَ رَدَّ الرُّوحَ إِلَى الْجَسَدِ، فَعَذَّبَهُمَا مَعًا، وَإِنْ شَاءَ عَذَّبَ كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مُفْرَدًا، وَالْإِيمَانُ بِذٰلِكَ كُلِّهٖ وَاجِبٌ.

''احادیث مبارکہ میں عذاب قبر کا اثبات ہے، یہ احادیث دلیل ہیں کہ آخرت میں مومن کو اجر وثواب اور کافر کو عذاب دیا جائے گا، نیز یہ دلیل ہیں کہ اللہ تعالیٰ قبر کے اندر یا قبر سے باہر مجرم کو جس قسم کا عذاب چاہتا ہے، دیتا ہے۔ اگر اللہ چاہے، تو روح کو جسم میں لوٹا کر دونوں کو اکٹھا عذاب دے اور چاہے تو دونوں کو الگ الگ عذاب دے۔ ان سب عقائد پر ایمان لانا واجب ہے۔''

(التّحرير في شرح صحيح مسلم، ص 656)

✿ حافظ نووی رحمہ اللہ (٦٧٦ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّ مَذْهَبَ أَهْلِ السُّنَّةِ إِثْبَاتُ عَذَابِ الْقَبْرِ وَقَدْ تَّظَاهَرَتْ عَلَيْهِ دَلَائِلُ الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ، قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿النَّارُ يُعْرَضُونَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَّعَشِيًّا﴾ الْآيَةَ، تَظَاهَرَتْ بِهِ الْأَحَادِيثُ الصَّحِيحَةُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ رِّوَايَةِ جَمَاعَةٍ مِّنَ الصَّحَابَةِ فِي مَوَاطِنَ كَثِيرَةٍ وَّلَايَمْتَنِعُ فِي الْعَقْلِ أَنْ يُّعِيدَ اللّٰهُ تَعَالَى الْحَيَاةَ فِي جُزْءٍ مِّنَ الْجَسَدِ وَيُعَذِّبُهٗ وَإِذَا لَمْ يَمْنَعْهُ الْعَقْلُ وَوَرَدَ الشَّرْعُ بِهٖ وَجَبَ قَبُولُهٗ وَاعْتِقَادُهٗ وَقَدْ ذَكَرَ مُسْلِمٌ هُنَا أَحَادِيثَ كَثِيرَةً فِي إِثْبَاتِ عَذَابِ الْقَبْرِ وَسَمَاعِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَوْتَ مَنْ يُعَذَّبُ فِيهِ وَسَمَاعِ الْمَوْتٰى قَرْعَ نِعَالِ دَافِنِيهِمْ وَكَلَامِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَهْلِ الْقَلِيبِ وَقَوْلِهٖ مَا أَنْتُمْ بِّأَسْمَعَ مِنْهُمْ وَسُؤَالِ الْمَلَكَيْنِ الْمَيِّتَ وَإِقْعَادِهِمَا إِيَّاهُ وَجَوَابِهٖ لَهُمَا وَالْفَسْحِ لَهٗ فِي قَبْرِهٖ وَعَرْضِ مَقْعَدِهٖ عَلَيْهِ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ وَسَبَقَ مُعْظَمُ شَرْحِ هٰذَا فِي كِتَابِ الصَّلَاةِ وَكِتَابِ الْجَنَائِزِ وَالْمَقْصُودُ أَنَّ مَذْهَبَ أَهْلِ السُّنَّةِ إِثْبَاتُ عَذَابِ الْقَبْرِ كَمَا ذَكَرْنَا خِلَافًا لِّلْخَوَارِجِ وَمُعْظَمِ الْمُعْتَزِلَةِ وَبَعْضِ الْمُرْجِئَةِ .

''اہل سنت عذاب قبر کا اثبات کرتے ہیں۔ اس پر کتاب و سنت سے واضح

دلائل موجود ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:﴿النَّارُ يُعْرَضُونَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَّعَشِيًّا﴾ ''وہ صبح وشام جہنم پر پیش کئے جاتے ہیں۔'' اثبات عذاب قبر کی روایات بہت سی کتابوں میں بہت سے علاقوں میں موجود صحابہ سے مروی ہیں۔ اللہ بدن کے کسی جزء میں زندگی لٹانے اور اس کو عذاب دینے پر قادر ہے، اس میں کوئی عقلی بُعد نہیں، جب بُعد نہیں اور نصوص شریعت بھی اس کی مؤید ہیں، تو عذاب قبر کا عقیدہ رکھنا واجب ہوا۔ امام مسلم رحمہ اللہ عذاب قبر کے بارے میں بہت سی روایات لائے ہیں۔ نبی کریم ﷺ کا صاحب قبر کی آواز سننا، جب اسے عذاب دیا جا رہا تھا، مردوں کا دفنانے والوں کے قدموں کی چاپ سننا، نبی کریم ﷺ کا اہل قلیب سے گفتگو کرنا اور یہ فرمانا کہ اب یہ آپ سے زیادہ سن رہے ہیں، فرشتوں کا مرنے والے سے سوال کرنا، اسے بٹھانا، میت کا سوالات کے جوابات دینا، قبر کا کشادہ ہونا، صبح وشام اس کا ٹھکانہ دکھایا جانا، یہ سب کچھ شریعت میں موجود ہے۔ جن پر تفصیلی بحث کتاب الصلاۃ اور کتاب الجنائز میں گزر چکی ہے۔ حاصل کلام یہ ہے کہ عذاب قبر کا اثبات اہل سنت کا مذہب ہے، جبکہ خوارج، اکثر معتزلہ اور بعض مرجیہ اس کے منکر ہیں۔''

(شرح صحيح مسلم : 201-200/17، طرح التّثريب للعِراقي : 306/3، عمدة القاري للعيني : 118/3)

سوال: درج ذیل روایت کی سند کیسی ہے؟

❀ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

أَوْلَى النَّاسِ بِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَكْثَرُهُمْ عَلَيَّ صَلَاةً.

”مجھ پر بہ کثرت درود پڑھنے والا روزِ قیامت میرے سب سے زیادہ قریب ہوگا۔“

(سنن التّرمذي : 484)

جواب: اس کی سند حسن ہے۔ اسے **امام ترمذی اور حافظ بغوی** رحمہما اللہ (شرح السنّة : 686) نے ”حسن غریب“، اور امام ابن حبان رحمہ اللہ (911) نے ”صحیح“ قرار دیا ہے۔

سوال: کیا نفاس کے دنوں میں نکاح ہو سکتا ہے؟

جواب: حیض کی طرح نفاس بھی مانع عقد نکاح نہیں۔

❀ **سُبَیعہ بنت حارث** رضی اللہ عنہا **حاملہ تھیں، ان کے شوہر وفات پا گئے۔ چند دن بعد ان کے ہاں بچے کی ولادت ہوئی۔ نبی** صلی اللہ علیہ وسلم **نے انہیں نیا نکاح کرنے کی اجازت دے دی۔**

(صحيح البخاري : 5318، 6906، صحيح مسلم : 1485)

❀ **امام ترمذی** رحمہ اللہ **(۲۷۹ھ) فرماتے ہیں:**

الْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ، مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وغَيْرِهِمْ، أَنَّ الْحَامِلَ الْمُتَوَفّٰى عَنْهَا زُوْجُهَا إِذَا وَضَعَتْ، فَقَدْ حَلَّ لَهَا التَّزْوِيجُ، وَإِنْ لَّم تَكُنِ انْقَضَتْ عِدَّتُهَا .

”اکثر اہل علم کا اس حدیث پر عمل ہے، جن میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام بھی شامل ہیں کہ جس عورت کا خاوند فوت ہو جائے اور وہ حاملہ ہو، تو بچے کی ولادت کے بعد اس کے لیے نکاح کرنا جائز ہے، خواہ اس کی عدت کا عرصہ ابھی نہ گزرا ہو۔“

(سنن التّرمذي، تحت الحديث : 1193)

(سوال): نماز میں سلام پھیرتے وقت ''السلام علیکم ورحمۃ اللہ'' کے بجائے ''علیکم السلام ورحمۃ اللہ'' کہنا کیسا ہے؟

(جواب): جائز نہیں۔ سلام کے جو الفاظ ثابت ہیں، وہی کہنے چاہیے۔

(سوال): نماز میں پہلے بائیں طرف سلام پھیرنا کیسا ہے؟

(جواب): جائز نہیں۔ دائیں طرف ہی پہلے سلام پھیرا جائے گا۔

(سوال): کیا بچے کی شرمگاہ دھونے سے ماں کا وضو ٹوٹ جاتا ہے؟

(جواب): وضو نہیں ٹوٹے گا، وضو کا نہ ٹوٹنا اصل ہے، ٹوٹنے پر دلیل چاہیے۔

(سوال): کیا روزے دار کے لیے دن کے کسی حصہ میں مسواک کرنا مکروہ ہے؟

(جواب): روزے دار دن کے جس حصہ میں چاہے، مسواک کر سکتا ہے۔ اس کے لیے کوئی وقت مکروہ نہیں۔

(سوال): کیا روزے دار جسم کو ٹھنڈا کرنے کے لیے نہا سکتا ہے؟

(جواب): نہا سکتا ہے۔

(سوال): حالت روزہ میں خوشبو سونگھنا کیسا ہے؟

(جواب): روزہ میں خوشبو سونگھنا جائز ہے، مکروہ یا ممنوع نہیں۔

(سوال): کیا زکوٰۃ قیمت میں ادا کی جاسکتی ہے؟

(جواب): ادا کی جاسکتی ہے، اس میں آسانی بھی ہے، روپے، پیسے یا چاندی وغیرہ بھی زکوٰۃ میں ادا کی جاسکتی ہے۔

❁ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے خط میں لکھا، جس میں وہ احکام تھے، اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیے تھے:

مَنْ بَلَغَتْ صَدَقَتُهٗ بِنْتَ مَخَاضٍ وَلَيْسَتْ عِنْدَهٗ، وَعِنْدَهٗ بِنْتُ لَبُونٍ فَإِنَّهَا تُقْبَلُ مِنْهُ وَيُعْطِيهِ الْمُصَدِّقُ عِشْرِينَ دِرْهَمًا أَوْ شَاتَيْنِ .

''جس (کے اونٹوں) کی زکوٰۃ بنت مخاص (جس اونٹنی کی عمر ایک سال پوری ہو چکی ہو اور دوسرے سال میں داخل ہو چکی ہو اور اس کی ماں حاملہ ہو) بنتی ہو اور وہ اس کے پاس نہ ہو، بلکہ بنت لبون (جس اونٹنی کی عمر دو سال پوری ہو چکی ہو اور وہ تیسرے سال میں داخل ہو جائے) ہو، تو اس سے وہی قبول کر لی جائے گی اور صدقہ وصول کرنے والا مالک کو دس درہم یا دو بکریاں دے گا۔''

(صحيح البخاري : 1448)

اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ زکوٰۃ میں قیمت کا لین دین کیا جا سکتا ہے۔

کئی اہل علم نے فطرانہ میں قیمت ادا کرنے کو جائز قرار دیا ہے، فطرانہ بھی زکوٰۃ ہے۔

❁ عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ کا یہی موقف ہے۔

(مصنّف ابن أبي شيبة : 173/3، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ یہی مذہب امام بخاری رحمہ اللہ کا بھی ہے۔

(صحيح البخاري ، باب العرض في الزّكوة)

❁ امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَيْسَ بِهٖ بَأْسٌ أَنْ يُعْطٰى زَكَاةُ رَمَضَانَ فِضَّةً .

''صدقہ فطر میں چاندی بھی ادا کی جا سکتی ہے، اس میں حرج نہیں۔''

(تاريخ ابن معين : 2326، 2765)